جلد ۲۳ | ۲۱ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ | یوم چہار شنبہ | مطابق ۲۱ اگست ۱۹۳۵ء | نمبر ۴۴

کیا مسلمان پنجاب کے حاکم اور مالک ہیں

احرار کا پُر از لغویت اور فریبکارانہ دعویٰ

مسجد شہید گنج کے متعلق احرار نے اپنی غداری پر پردہ ڈالنے اور حکومت کی کاسہ لیسی کو پوشیدہ رکھنے کے لئے جو بیہودہ بہانہ سازی کی۔ اس کی کسی قدر قلعی ایک گزشتہ پرچہ میں کھولی جا چکی ہے۔ اب اس پر مزید روشنی ڈالی جاتی ہے:۔

چودھری افضل حق نے مسجد شہید گنج کے محفوظ رکھنے میں احرار کے شریک نہ ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ پیش کی ہے کہ مسلمان چونکہ پنجاب کے قدرتی حاکم اور مالک ہیں اور اس کا فرض ہے۔ کہ جب کوئی تنازعہ رونما ہو۔ تو کمزور اور کم تعداد کے پاس خاطر میدان چھوڑ دے۔ کمزور کی ناز برداری کرے اور اپنا نقصان کر کے اقلیت کو فائدہ پہونچائے اس لئے احرار نے شہید گنج مسجد کی حفاظت کا میدان چھوڑ دیا۔ اور اپنا نقصان کر کے کمزور سکھوں کی ناز برداری کا فرض ادا کیا۔

احرار کا اپنے آپ کو پنجاب کے حاکم اور مالک قرار دینا۔ اور اپنے مقابلہ میں سکھوں کو کمزور بتانا ایسا دعوےٰ ہے جس کی لغویت میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی لغویت ہم گزشتہ پرچہ میں ثابت کر چکے ہیں لیکن ہم ایک لمحہ کے لئے اس دعوے کو درست فرض کرتے ہوئے یہ پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا پنجاب میں مسلمان عورتوں کے اغوا کے جو شرمناک واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ انہیں بھی احرار لیڈروں نے اسی لئے نظر انداز کر رکھا ہے کہ وہ اپنے آپ کو پنجاب کا حاکم اور مالک سمجھتے اور اپنا یہ فرض خیال کرتے ہیں۔ کہ ناموس قوم کی حفاظت کے میدان کو چھوڑ کر اور اپنی عزت و آبرو کا نقصان برداشت کر کے کمزور اور قلیل التعداد غیر مسلموں کی ناز برداری کریں:۔

یہ تو کہا نہیں جا سکتا۔ کہ ایک طرف تو احرار پنجاب کے حاکم اور مالک ہونے کے مدعی ہوں۔ اور دوسری طرف انہیں اتنا بھی معلوم نہ ہو۔ کہ ان کی حکومت کے حدود میں آئے دن مسلمان عورتوں کے اغوا کے کس قدر واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ اور پھر جبکہ مسلمان اخبارات میں اکثر یہ رونا رویا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ احرار کو مخاطب کر کے رویا جاتا ہے۔

چند ہی دن ہوئے معاصر "انقلاب" لاہور۔ اور معاصر "حقیقت" لکھنؤ اس بارے میں مفصل مضامین لکھ چکے ہیں۔ پھر کوئی وجہ نہیں۔ احرار کو پتہ نہ ہو۔ ایسی صورت میں کیا ان کے اس طرف متوجہ نہ ہونے کا باعث یہی ہے۔ کہ انہوں نے غیر مسلموں کو کمزور اور قلیل التعداد سمجھ کر انہیں اجازت دے رکھی ہے۔ کہ جس قدر مسلمان عورتوں کا اغوا کر سکیں۔ کرتے رہیں۔ احراری اس میں قطعاً مزاحم نہ ہونگے۔ اگر یہ بات نہیں۔ اور احرار کے لیڈر اس بارے میں ہندوؤں اور خاص کر سکھوں کی ناز برداری نہیں کر رہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ کبھی انہوں نے اس کے خلاف نہ کوئی جد وجہد کی ہے۔ اور نہ ہی آواز اٹھائی ہے۔ حالانکہ بالفاظ معاصر "انقلاب" نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ کہ "پنجاب کے وسطی پانچ اضلاع میں مسلمانوں کی مظلومی کا ایک نہایت دردناک پہلو یہ ہے۔ کہ ان دیہات میں کسی قبول صورت مسلمان لڑکی کی عصمت محفوظ نہیں صرف ضلع لاہور کے علاقہ ماجھا میں صدہا مسلمان لڑکیاں سکھ بدمعاشوں کے ہاتھوں عصمت و ایمان کے جوہر سے محروم ہو چکی ہیں۔ ان بدمعاشوں کا طرز عمل یہ ہے۔ کہ وہ کنواری اور بیاہی مسلمان عورتوں کو زبردستی خراب کرتے ہیں۔ اور اغوا کر لیتے ہیں۔ بھگا لے جاتے ہیں۔ اگر لڑکی بالغ نہ ہو۔ تو بلوغ تک اس کو کسی دوسرے علاقہ میں چھپائے رکھتے ہیں۔ اور اس دوران میں اس کو سکھ بنا لیتے ہیں جب تک وہ بلوغ تک نہیں پہنچ جاتی۔ اسے عدالت میں پیش نہیں ہونے دیتے اور جب اس کی عمر ۱۸ سال کی ہو جاتی ہے۔ تو اسے عدالت میں لا کر اس سے کہلوا دیتے ہیں۔ کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر سکھ ہو چکی ہے۔ اور اب اپنے وارثوں کے پاس نہیں جانا چاہتی۔ اسی طرح صدہا مسلمان عورتیں ان سکھ بدمعاشوں کی زبردستی کے باعث مرتد ہو چکی ہیں"۔

ہم جانتے ہیں۔ کہ سکھوں میں سے شرفاء اس قسم کی حرکات کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ اور ہر قوم میں آوارہ اور بدچلن لوگ ہوتے ہیں کسی میں کم کسی میں زیادہ۔ لیکن ان شرمناک حالات سے پنجاب میں احرار کے حاکم اور مالک ہونے کے دعوے کی حقیقت خوب اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ اور معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ احراری اپنی ذاتی اغراض اور مقاصد کے حصول کے لئے بے غیرتی۔ اور بے حمیتی کے اس درجہ کو پہونچ گئے ہیں۔ کہ مسلمان خواتین کے ننگ و ناموس کی حفاظت کرنے کی بھی ضرورت نہیں سمجھتے۔ اور اپنے اس طرز عمل کا نام رواداری اور ناز برداری رکھتے ہیں۔ کیا کوئی باغیرت مسلمان ان کی اس لغویت کو ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت کر سکتا ہے۔ قطعاً نہیں۔

بدمعاش سکھوں کے ذریعہ مسلمان عورتوں اور لڑکیوں کا اغوا اور ارتداد اس حد کو پہونچ گیا ہے۔ کہ ایک سکھ اخبار نے محض یہ دکھانے کے لئے کہ سکھوں کو مسلمانوں پر کس قدر غلبہ اور اقتدار حاصل ہے۔ اور وہ کس طرح ان کی عزت و آبرو کو خاک میں ملا رہے ہیں لکھا ہے:۔

"ایک ست سری اکال کے فلک شگاف نعرہ سے بانگی ہوئی (مسلمان) سو عورتیں اکالی (سکھ بنا) جاتی ہیں۔ اور جو عورت ایک دفعہ اکالی جائے۔ وہ پھر بانگی نہیں جا سکتی جس طرح مکھن پھر دودھ نہیں بن سکتا۔ ہر سال کم و بیش پانچ سو بانگی ہوئی عورتیں اکالی جاتی ہیں۔ اور ایسی اچھی طرح اکالی جاتی ہیں۔ کہ پھر ان پر بانگ کا رنگ چڑھ ہی نہیں سکتا۔ اگر اعتبار نہ ہو۔ تو تخت اکال صاحب کے رجسٹر دیکھ لیں"

یہ ہے ان لوگوں کا اعلان۔ جن کی نسبت احراری لیڈروں نے اعلان کیا ہے۔ کہ وہ چونکہ کمزور اور قلیل ہیں۔ اس لئے ان کی ہر طرح ناز برداری کرنا۔ کوئی بات ان کے منشا کے خلاف نہ کرنا۔ اور ان کے مقابلہ میں میدان خالی کر دینا وہ اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اگر احراریوں کا یہ دعوے درست تسلیم کیا جائے۔ تو یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ جاتی ہے۔ کہ ان میں غیرت و حمیت کا ایک ذرہ بھی باقی نہیں رہا۔ وہ مسلمان عورتوں کا ننگ و ناموس لٹتا دیکھ کر خاموش رہنا اپنی رواداری قرار دیتے ہیں۔ اور اگر غلط قرار دیا جائے۔ تو یہ ظاہر ہے۔ کہ وہ اپنی غداری پر پردہ ڈالنے کے لئے صریح جھوٹ بولنے اور دھوکہ دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ پنجاب میں مسلمان نہایت مصیبت اور مظلومیت کی گھڑیاں گذار رہے ہیں حکومت ان کی آواز پر کان نہیں دھرتی۔ دوسرے لوگ متحد ہو کر ان کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔ ایسی حالت میں غداروں اور قوم فروشوں کا وہ ٹولہ جو آج کل حکومت کے ہاتھ میں کھیل رہا ہے۔ اور حکومت جس کی کھلی کھلی حمایت کر رہی ہے۔ وہ یہ کہہ رہا ہے۔ کہ مسلمانوں کو تو کچھ کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ کیونکہ وہ پنجاب کے حاکم اور مالک ہیں۔ ان کے ساتھ خواہ کوئی کیسا ہی رنج افزا اور الم انگیز سلوک کرے۔ انہیں خاموشی سے برداشت کرنا چاہیئے۔ یہ مسلمانوں کو فریب دے کر ہلاکت کے گڑھے میں گرانا نہیں۔ تو اور کیا ہے؟

صدر آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور کی پُرجوش تقریر

ہمیں ہر قسم کی قربانیوں کے لئے سربکف رہنا چاہیئے

لاہور ۱۹ اگست۔ آج بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ میں ایک پُر رونق اجتماع میں جناب شیخ بشیر احمد صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل بی پریذیڈنٹ آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

برادران! مجھے افسوس ہے کہ نیشنل لیگ کی اپیل پر تا حال جماعت نے اس گرمجوشی سے لبیک نہیں کہا۔ جو حالات اور وقت کا اقتضا ہے۔ آج جذبات کو اپیل کرنے ریزولیوشن پاس کرنے اور پُرجوش تقریروں کا موقعہ نہیں۔ بلکہ عملی جد و جہد ایثار پیشگی اور قربانی کا وقت ہے۔ اگر ہم موجودہ سیاسی فضا کو بہتر صورت میں بدلنے کے خواہشمند ہیں۔ تو ہمیں فوراً سرگرم کار ہو جانا چاہیئے۔ تجربہ شاہد ہے۔ کہ کوئی قوم بام عروج پر نہیں پہنچ سکتی۔ جب تک وہ غیر معمولی ایثار کا ثبوت نہ دے۔ وہ مبارک جماعت جس کے مثیل ہونے کے ہم مدعی ہیں۔ اس نے کیا کیا قربانیاں نہ کیں۔ کون سی کڑی تھی جو اس نے نہیں اٹھائی۔ کونسی سختی تھی جو اس نے نہ جھیلی۔ گالیاں کھائیں ظلم سہے۔ غریب الوطن ہوئے۔ قید ہوئے تپتی ریت اور دہکتے انگاروں پر لوٹائے گئے۔ بہت سے قتل کئے گئے۔ لیکن ایسی سخت ترین آزمائشوں میں ثابت قدمی کے جو محیر العقول نمونے انہوں نے دکھائے۔ کیا ساری دنیا کی تاریخ ان کی مثال پیش کر سکتی ہے۔ جنگ بدر کے موقعہ پر جب مجاہدین اسلام کے پہلے لشکر کا انتخاب ہو رہا تھا۔ تو دو نوعمر لڑکے بھی اس میں شامل ہو گئے۔ اور اس احتمال سے کہ ان کے بچپن اور چھوٹے قد کے باعث وہ انتخاب میں نہ آسکیں۔ وہ اپنی ایڑیوں کے بل کھڑے ہو گئے تا کہ ان کا قد کچھ اور اونچا ہو جائے۔ اور انہیں لشکر میں شامل ہونے کی اجازت مل جائے۔ یاد رکھو جب تک ہم میں سے ہر ایک کے دل میں قربانی کا ایسا سچا اور خالص جوش پیدا نہیں ہوتا ہمارے زبانی دعوے سب فضول ہیں۔ اور جب تک ہم ہر آزمائش میں پورے نہ اتریں۔ جس میں وہ لوگ اتر چکے ہیں۔ تب تک ہم کبھی ان انعامات کے وارث نہیں ہو سکتے۔ جو انہوں نے حاصل کئے۔ میں نے اکثر لوگوں کو دیکھا ہے۔ کہ وہ بعض واقعات کے باعث بے حد مضطرب ہیں لیکن میں ان سے پوچھتا ہوں کہ وہ سمجھتے ہیں۔ تو کیا ان کا اضطراب ویسے کا ویسا ہی رہے گا۔ یا وہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ امام کی آواز پر لبیک کہہ کر ہر قسم کی عملی قربانیاں کرنے کے لئے بھی آمادہ ہیں۔ اگر ان کا یہ جذبہ حقیقی جذبہ ہے۔ تو وہ اب تک کیا سوچ رہے ہیں۔ اور کیوں نیشنل لیگ میں شامل ہو کر قربانیوں کے لئے تیار نہیں ہوتے؟

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے۔ کہ قانون وقت اور شریعت کی پابندی کے ساتھ ہمارے لئے غیر معمولی قربانیوں کا کیا موقعہ نکل سکتا ہے۔ مگر یہ خیال غلط فہمی پر مبنی ہے قانون اور شریعت کے اندر رہتے ہوئے بھی بعض افسروں کی خلاف قانون کارروائیوں کے خلاف عمل کرنے کے لئے مجبور ہونا پڑتا ہے۔ ہماری خواہش ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کڑی آزمائش میں نہ ڈالے لیکن اگر مشیت ایزدی اسی رنگ میں ہماری تربیت کرنا پسند کرے تو پھر ہمیں ہر قسم کی قربانیوں کے لئے سربکف رہنا چاہیئے۔ اور اس کی ابتدائی صورت یہ ہے۔ کہ آپ میں سے ہر وہ شخص جو سرکاری ملازم نہیں وہ نیشنل لیگ کا ممبر بن جائے۔ اور اپنے دوستوں رشتہ داروں کو بھی ممبر بننے کی تلقین کرے۔ نیشنل لیگ کے ممبروں کے علاوہ ہمیں ایسے دوستوں کی بھی ضرورت ہے۔ جو اپنے آپکو رضا کار کے طور پر پیش کریں جنہیں عملی کام کے لئے ہر وقت تیار رہنا پڑیگا۔

تا حال بیرونی نیشنل لیگوں کی طرف سے الحاق کی درخواستیں نہیں آئیں۔ میں ان لوگوں تک بھی یہ آواز پہنچانا چاہتا ہوں۔ کہ وہ اپنے اپنے حلقوں میں نہایت سرگرمی کے ساتھ ممبر بھرتی کریں۔ رضا کار تیار کریں۔ اور مرکزی نیشنل لیگ کے ساتھ الحاق کی درخواست بھیجدیں۔ یہ خیال مت کرو۔ کہ نیشنل لیگ محض قادیان کے بعض اغراض کی تکمیل

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۱۷ و ۱۸ اگست ۱۹۳۵ء کو بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب دستی اور بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے:۔

دستی بیعت

۱	ولائت صاحب	کیمل پور
۲	چوہدری موبے خانصاحب	امرتسر
۳	عبد الرحمٰن صاحب	سندھ

تحریری بیعت

۴	حکیم غلام مصطفےٰ صاحب	سنگھا پور
۵	حکیم غلام محی الدین صاحب	سنگھا پور
۶	بشیرہ بیگم صاحبہ	ناسک
۷	رحیم النساء بیگم صاحبہ	"
۸	مہر دین صاحب	ضلع سیالکوٹ
۹	حسین بی بی صاحبہ	"
۱۰	علم دین صاحب	جہلم

حضرت مسیح موعودؑ اور حفاظتِ اسلام

پشتیٔ دیوارِ دیں اور مامنِ اسلام ہوں ٭ نارسا ہے دستِ دشمن تا بفرقِ این جدار

(حضرت مسیح موعودؑ)

قرآن کریم کی جن آیات میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ذکر ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے:- افمن کان علیٰ بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماماً ورحمۃ - اولئک یومنون بہ۔ ومن یکفر بہ من الاحزاب فالنار موعدہ فلا تک فی مریۃ منہ انہ الحق من ربک ولکن اکثر الناس لا یومنون (۱۱-۲۰)

یعنی اس رسول کی صداقت کے تین ثبوت ہیں۔ ایک زمانہ ماضی سے تعلق رکھتا ہے۔ دوسرا زمانہ حال سے۔ تیسرا زمانہ مستقبل سے زمانہ حال کی شہادت چونکہ لوگوں کے قلوب پر زیادہ اثر انداز ہوتی ہے۔ اس لئے فرمایا افمن کان علےٰ بینۃ من ربہ۔ یعنی اس کی ذات میں اللہ تعالیٰ کے اس قدر نشانات موجود ہیں۔ کہ جنہیں دیکھ کر اسکی صداقت سے کوئی سعید انسان انکار نہیں کرسکتا۔ اس کی تفصیل قرآن مجید کے دوسرے مقامات میں یوں موجود ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اس کی تائید کررہا۔ اور اس کے دشمنوں کو بڑے سازو سامان رکھنے کے باوجود ناکام ونامراد کررہا ہے اس سے ظاہر ہے۔ کہ یہ خدا کی طرف سے ہے زمانہ مستقبل کے متعلق فرمایا۔ یتلوہ شاھد منہ یعنی آئندہ زمانہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک ایسا گواہ آئے گا۔ جو اس کے سچے ہونے کی گواہی دے گا۔

زمانہ ماضی کے متعلق فرمایا۔ ومن قبلہ کتاب موسیٰ۔ اس سے پہلے حضرت موسےٰ علیہ السلام کی کتاب ہے۔ اس میں یہ شہادت موجود ہے۔ کہ بنی اسمٰعیل سے ایک نبی کھڑا کیا جائے گا۔ اور جو اس کا انکار کرے گا اسے سزا دی جائے گی۔

دو قسم کے لوگ

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو کہتے ہیں۔ کہ عقلی ثبوت پیش کرو۔ ان کے لئے فرمایا یہ ایسے بینات اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ جنہیں دیکھ کر اس کی صداقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ نقلی طور پر صداقت کا ثبوت دو۔ ان کے متعلق فرمایا۔ تمہاری کتابوں میں موجود ہے۔ کہ ایک نبی آئے گا۔ اور اس کے یہ یہ نشان ہوں گے۔ پھر آئندہ آنے والے لوگوں کے متعلق فرمایا۔ جب دنیا خدا کو چھوڑ کر گمراہی میں مبتلا ہو جائیگی۔ اس وقت پھر ایک ایسا انسان مبعوث کیا جائے گا۔ جو اس نبی کا پیرو اور غلام ہو کر نشانات دکھلائے گا۔ اور ان نشانوں کے ذریعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت دنیا پر ثابت کرے گا۔

موجودہ زمانہ کی حالت

اب دیکھنا چاہیئے۔ کیا موجودہ زمانہ ایسا نہیں جس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا انکار کیا جارہا۔ اور آپ کی صداقت پر پردہ ڈالنے کی انتہائی کوششیں ہو رہی ہیں یہ صاف بات ہے۔ کہ کسی امر کے متعلق گواہ کی اسی وقت ضرورت ہوتی ہے۔ جب اس کا انکار کیا جائے۔ پس دیکھنا چاہیئے۔ کہ اس زمانہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا انکار کیا جارہا ہے۔ یا نہیں۔ اگر کوئی شخص دیدہ ودانستہ واقعات سے آنکھیں نہ موند لے۔ تو اسے تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ جس شدت کے ساتھ اس زمانہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا انکار کیا جارہا ہے۔ اس قدر پہلے کسی زمانہ میں نہیں ہوا

زمانہ سابق کی حالت

گذشتہ زمانہ میں مخالفین کی طرف سے اسلام پر ناپاک اور گندے اعتراض بہت کم ہوئے جس کی وجہ یہ تھی۔ کہ مخالفین اسلامی حکومتوں سے ڈرتے تھے۔ علاوہ ازیں ان کے سامنے ایسے نمونے تھے جنکی موجودگی میں وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا انکار نہیں کرسکتے تھے۔ کیونکہ آپ نے ان کی زندگیوں میں ایسا تغیر پیدا کردیا تھا۔ کہ ان کا مسلمان کہلانا اس بات کا کافی ثبوت ہوتا تھا۔ کہ وہ کامل ترین انسان کے پیرو ہیں۔ پھر ان بزرگوں کو دیکھ کر جو خاص طور پر ہر زمانہ میں پیدا ہوتے رہے۔ آپ کی صداقت پر حملہ کرنے سے وہ گریز کرتے تھے۔ پس کیا بلحاظ اس کے کہ اسلام کی تعلیم ہی ایسی ہے کہ اس پر کوئی معقول اعتراض نہیں پڑسکتا۔ اور کیا بلحاظ اس کے کہ اسلام کی تعلیم کے عملی نمونے مسلمانوں میں موجود تھے۔ اور مسلمانوں کی جماعتیں اشاعۃ اسلام کے لئے دنیا میں نکلی رہتی تھیں۔ مخالفین کا اسلام پر حملہ بہت کمزور ہوتا تھا۔ چنانچہ اسلام میں گیارھویں بارھویں صدی تک ایسے لوگ ہوتے رہے جنہوں نے اشاعت اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی ہوئی تھیں۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت سے اسلام نہیں پھیلا۔ بلکہ خواجہ معین الدین صاحب اجمیری رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگوں کے ذریعہ پھیلا ان حالات کے ماتحت اسلام مخالفین کے حملوں سے بہت کچھ محفوظ تھا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف اعتراض کرنے کی بہت کم جرأت کی جاتی تھی۔

فیج اعوج

اس کے بعد وہ زمانہ آیا۔ کہ کہاں تو کسی کا مسلمان کہلانا ہی اس بات کی ضمانت ہوتی تھی۔ کہ وہ صداقت اور راستی کا بہترین نمونہ ہے۔ اور کجا یہ کہ مسلمان کہلانے والے کو تمام عیوب کا حامل سمجھا جاتا۔ ایک تو وہ وقت تھا۔ کہ یورپین مصنف باوجود اسلام سے سخت عداوت رکھنے کے تسلیم کرتے تھے۔ کہ مسلمان عہد کے بڑے پابند ہوتے ہیں۔ چنانچہ سپین کے واقعات سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ بار بار عہد کئے گئے جنہیں ریاستوں نے خود ہی توڑا۔ مگر مسلمانوں نے کبھی کسی عہد کو نہ توڑا۔ اسی طرح صلیبی جنگوں کے متعلق بھی یورپین مصنفین اقرار کرتے ہیں۔ کہ جب بھی مسلمانوں نے معاہدہ کیا۔ اسے انہوں نے لفظاً لفظاً پورا کیا۔ اس کے مقابلہ میں جرمنی اور فرانس نے اپنے عہد نامے توڑے۔ غرض اس وقت مسلمان انسانیت کا بہترین نمونہ سمجھا جاتا تھا۔ مگر پھر وہ زمانہ آگیا۔ کہ اسلام کی طرف منسوب ہونے والے ہر قسم کے عیوب کا مرجع سمجھے جانے لگے۔ اور مسلمان کہلانے والے اسلام کو بالکل چھوڑ بیٹھے۔

بیرونی اور اندرونی دشمن

اس وقت اسلام پر بیرونی اور اندرونی دونوں طرف سے حملے ہونے لگے۔ اور یہ حالت موجودہ زمانہ میں انتہا کو پہونچ گئی۔ اس وجہ سے ضروری ہوا۔ کہ اس وقت قرآن مجید کی پیشگوئی کے مطابق ایک شاہد آئے۔ جو ثابت کرے کہ اسلام خدا کی طرف سے ہے۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے راستباز رسول ہیں۔ قرآن کریم بتاتا ہے۔ کہ جب کبھی ایسا موقعہ آئے گا۔ کہ اسلام غریب الدیار ہوجائے۔ خدا تعالیٰ خود اس کی حفاظت کا انتظام کرے گا۔ چنانچہ فرمایا ویتلوہ شاھد منہ یعنی اسکی طرف سے ایک گواہ آئے گا۔ جو اس رسول کی صداقت دنیا پر واضح کریگا

خدائی غیرت کا اقتضاء

ذرا غور تو کرو۔ اگر اب بھی خدا تعالےٰ نے حفاظت اسلام کے لئے کوئی انتظام نہیں کیا۔ تو پھر کب کریگا۔ اگر اسلام خدا تعالےٰ کی طرف سے سچا مذہب ہے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے سچے رسول اور قرآن مجید اس کا سچا کلام ہے۔ تو آج وہ وقت آ گیا ہے۔ جبکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے اسلام کی مدد ہونی چاہیئے۔ جب کوئی انسان یہ گوارا نہیں کرسکتا۔ کہ اس کے سامنے اس کے بچے کی گردن پر چھری چلائی جائے اور وہ خاموش بیٹھا رہے۔ تو کس طرح ممکن ہے کہ دین اسلام پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہوں مسلمان نرغۂ اعدا میں گھرے ہوئے ہوں مصائب وآلام سے پسے جا رہے ہوں۔ مگر خدا تعالےٰ کی غیرت جوش میں نہ آئے۔ اور اسلام کی حفاظت کا وہ کوئی سامان نہ کرے۔

مسیح موعودؑ کی آمد

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی اس حالت زار کے متعلق فرمایا تھا۔ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب یعنی مجھے اس ذات پاک کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ تم میں ابن مریم حکم وعدل بنکر نازل ہوگا۔ وہ صلیب کو توڑیگا۔ خنزیر کو قتل کریگا۔ اور جنگوں کو موقوف کردیگا پھر بعض علامات بیان کردی گئیں تاکہ مسلمانوں کو اس شاہد کی شناخت میں کوئی دقت نہ ہو جو اسلام کی صداقت ثابت کرنے کیلئے خدا تعالےٰ کی طرف سے عین ضرورت کے وقت مبعوث کیا جائیگا مثلاً فرمایا۔ واذا العشار عطلت۔ یعنی آخری زمانہ میں جو مسیح ومہدی کا زمانہ ہے۔ اونٹنیاں بیکار ہوجائینگی۔ اور ان پر پہلے کی طرح سفر نہ کیا جائیگا۔ ظاہر ہے۔ کہ ریل گاڑی اور موٹروں کے جاری ہو جانے سے یہ نشان پورا ہوچکا ہے اسی کی تشریح میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیھا۔ اونٹنیاں چھوڑ دی جائینگی یعنی ان کے ذریعہ سفر نہ کیا جائے گا ایک اور علامت بیان فرمائی۔ کہ واذا الصحف نشرت۔ یعنی اس زمانہ میں کتابوں اور رسالوں وغیرہ کی بکثرت اشاعت ہوگی۔ یہ نشانی بھی موجودہ زمانہ میں چھاپہ خانوں کی ایجاد سے نہایت صفائی کے ساتھ پوری ہوچکی ہے۔

ایک اور علامت یہ بیان فرمائی گئی تھی کہ واذا البحار فجرت۔ یعنی اس زمانہ میں دریا پھاڑ دیئے جائیں گے۔ یہ علامت بھی اس زمانہ میں پوری ہو چکی ہے۔ کیونکہ دریاؤں کو پھاڑ کر بکثرت نہریں جاری کر دی گئی ہیں۔ نیز یہ بھی فرمایا تھا واذا النفوس زوجت کہ ساری دنیا کے لوگ آپس میں ملا دیئے جائیں گے۔ یہ علامت بھی ریل جہازوں اور تار اور وائرلیس کے ذریعہ پوری ہو چکی ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں ساری دنیا ایک بستی کی طرح ہو گئی ہے

شمس و قمر کا منکسف ہونا

پھر حدیث میں آتا تھا۔ انا لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السموات و الارض۔ ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ (دار قطنی) کہ ہمارے مہدی کے دو نشان ایسے ہیں۔ کہ جب سے زمین و آسمان پیدا کئے گئے۔ یہ نشان کسی اور مامور اور رسول کے وقت ظاہر نہیں ہوئے ان میں سے ایک یہ ہے۔ کہ مہدی موعود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند کا گرہن اس کی اول رات میں ہو گا۔ یعنی تیرھویں تاریخ میں۔ کیونکہ چاند کے گرہن کے لئے خدا تعالےٰ نے قانونِ قدرت میں تیرھویں چودھویں اور پندرھویں تاریخ مقرر فرمائی ہے اور سورج کا گرہن اس کے درمیانی دن ہو گا یعنی اسی رمضان کے مہینہ کی اٹھائیس تاریخ کو۔ کیونکہ سورج کے گرہن کے لئے خدا تعالیٰ نے ستائیس اٹھائیس اور انتیس تاریخیں رکھی ہیں۔ تمام دنیا جانتی ہے۔ کہ ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء میں یہ نشان بھی پوری صفائی کے ساتھ پورا ہو چکا۔ اس نشان کا قرآن کریم میں بھی ذکر ہے۔ چنانچہ فرمایا وخسف القمر وجمع الشمس و القمر (پارہ ۲۹ سورۃ القیامۃ) یعنی چاند کو گرہن لگے گا۔ اور اس گرہن میں سورج بھی چاند کے ساتھ شامل ہو گا۔

غرض اس میں ذرا بھی شک نہیں۔ کہ مخالف و موافق سب کے نزدیک یہی وہ زمانہ ہے۔ جس میں اسلام کی مدد اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت دنیا پر واضح کرنے کے لئے ایک شاہد یعنی مسیح موعود کے نزول کی ضرورت ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے اس شاہد کو کھڑا کر دیا۔ جس کا اس نے قرآن کریم میں وعدہ کیا تھا۔ اور وہ حضرت میرزا غلام احمد قادیانی ہیں علیہ الصلوٰۃ والسلام

مسیح موعودؑ کا دعوےٰ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "وہ خدا جو زمین و آسمان کا خالق ہے میرے پر ظاہر ہوا۔ اور اس نے اس آخری زمانہ کے لئے مجھے مسیح موعود کیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ سچ یہی ہے۔ کہ یسوع ابن مریم نہ خدا ہے نہ خدا کا بیٹا ہے۔ اور اسی نے میرے ساتھ ہمکلام ہو کر مجھے یہ بتلایا۔ کہ وہ نبی جس نے قرآن پیش کیا۔ اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا۔ وہ سچا نبی ہے۔ اور وہی ہے۔ جس کے قدموں کے نیچے نجات ہے۔ اور بجز اس کی متابعت کے ہرگز ہرگز کسی کو کوئی نور حاصل نہیں ہو گا۔ جب میرے خدا نے اس نبی کی وقعت اور قدر و عظمت میرے پر ظاہر کی۔ تو میں کانپ اٹھا۔ اور میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا۔ کیونکہ جیسا کہ حضرت عیسےٰ مسیح کی تعریف میں لوگ حد سے بڑھ گئے یہاں تک کہ ان کو خدا بنا دیا۔ اسی طرح اس مقدس نبی کا لوگوں نے قدر شناخت نہیں کیا۔ جیسا کہ حق شناخت کرنے کا تھا۔ اور جیسا کہ چاہیئے لوگوں کو اب تک اس کی عظمتیں معلوم نہیں۔ وہی ایک نبی ہے۔ جس نے توحید کا تخم ایسے طور پر بویا۔ جو آج تک ضائع نہیں ہوا۔ وہی ایک نبی ہے۔ جو ایسے وقت میں آیا۔ جب تمام دنیا بگڑ گئی تھی۔ اور ایسے وقت میں گیا۔ جب ایک سمندر کی طرح توحید کو دنیا میں پھیلا گیا۔ اور وہی ایک نبی ہے۔ جس کے لئے ہر ایک زمانہ میں خدا اپنی غیرت دکھلاتا رہا۔ اور اس کی تصدیق اور تائید کے لئے ہزارہا معجزات ظاہر کرتا رہا۔ اسی طرح اس زمانہ میں بھی اس پاک نبی کی بہت توہین کی گئی۔ اس لئے خدا کی غیرت نے جوش مارا۔ اور مجھے اس نے مسیح موعود کر کے بھیجا۔ تا کہ میں اس کی نبوت کے لئے تمام دنیا میں گواہی دوں۔ اگر میں بے دلیل یہ دعوے کرتا ہوں۔ تو جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر خدا اپنے نشانوں کے ساتھ اس طور سے میری گواہی دیتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں مشرق سے مغرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک اس کی نظیر نہیں۔ تو انصاف اور خدا ترسی کا مقتضا یہی ہے۔ کہ مجھے میری اس تمام تعلیم کے ساتھ قبول کریں"۔
(اشتہار ۱۰ مارچ ۱۹۰۷ء شمولہ حقیقۃ الوحی)

یہ وہ دعوےٰ ہے۔ جو اس زمانہ میں سوائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور کسی نے نہیں کیا۔ اور نہ آپ کے سوا کوئی اور اسلام کی حمایت اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے اظہار کے لئے کھڑا ہوا۔

اظہار علی الغیب

اگرچہ آپ کے دعوے کے ثبوت میں بیسیوں دلائل پیش کئے جا سکتے ہیں۔ مگر اس وقت ایک اہم دلیل پیش کی جاتی ہے اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ فلا یظھر علےٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول۔ یعنی اللہ تعالےٰ اپنا مصفّیٰ علم غیب کثرت کے ساتھ سوائے نبیوں کے اور کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے یہ اصل بیان فرمایا ہے۔ کہ مصفّیٰ علم غیب یعنی ایسا غیب جس کا علم خدا تعالےٰ کی ذات سے ہی مخصوص ہو۔ سوائے انبیاءؑ کے اور کسی پر ظاہر نہیں کیا جاتا۔ غیبہٖ سے مصفّیٰ علم غیب مراد ہے۔ اور علیٰ کا صلہ آنے سے کثرت کا مفہوم بھی ثابت ہے کیونکہ عربی زبان میں جب اظہر کے ساتھ علیٰ کا صلہ آئے۔ تو اس کے معنی غالب کر دینے کے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ آتا ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علے الدین کلہ۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ تا اسے تمام ادیانِ باطلہ پر غالب کرے۔ اس کے مطابق فلا یظھر علیٰ غیبہٖ احداً الا من ارتضیٰ من رسول کے یہ معنی ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے مصفّیٰ علم غیب پر کسی کو غلبہ نہیں دیتا۔ مگر اسے جسے رسول مقرر کرتا ہے۔ اور غیب پر غلبہ دینے کا مفہوم بجز اس کے اور کوئی نہیں۔ کہ نبی کو کثرت کے ساتھ اخبار غیبیہ پر اطلاع دی جائے۔

اس اصل کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ حقیقت میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے مبعوث کئے گئے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کو کثرت کے ساتھ امور غیبیہ سے اطلاع دی گئی۔ ان پیشگوئیوں اور اخبار غیبیہ کا تفصیلی ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں موجود ہے۔ اور تحقیق کرنے والوں کو ان کا بغور مطالعہ کرنا چاہیئے۔ بطور مثال ایک نشان کا اس وقت ذکر کیا جاتا ہے۔

الہام یاتون من کل فج عمیق کا پورا ہونا

۱۸۸۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالےٰ سے علم غیب حاصل کر کے یہ الہام شائع کیا۔ کہ یاتون من کل فج عمیق ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس (براہین احمدیہ ۲۴۲) یعنی تیرے پاس دنیا کے دور دراز مقامات سے لوگ آئیں گے اس وقت مخلوقِ خدا سے اپنا مونہہ نہ پھیریو اور لوگوں کی کثرت آمد سے تھک نہ جائیو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام اس وقت کا ہے۔ جب آپ نے کوئی دعویٰ نہ کیا تھا۔ آپ قادیان کے گوشۂ تنہائی میں گمنامی کے دن گزار رہے تھے۔ اور کوئی آپ کو جانتا تک نہ تھا۔ حتیٰ کہ بوجہ آپ کی خلوت پسند طبیعت کے خود قصبۂ قادیان کے بعض باشندوں کی نظر سے بھی آپ پوشیدہ تھے۔ باہر سے کسی شخص کا آپ کی خاطر آنا تو ممکن ہی نہ تھا۔ اس وقت اللہ تعالےٰ نے آپ کو بتایا۔ کہ دنیا کے اکناف سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ اور کثرت سے آئیں گے۔ اس پیشگوئی پر تعصب سے الگ ہو کر اگر کوئی شخص غور کرے۔ تو اسے تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ یہ نہایت صفائی کے ساتھ پوری ہو چکی اور ہر روز پوری ہو رہی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالےٰ کے وعدہ کے مطابق مرجع خلائق بنے۔ دور دراز سے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس نشان کے متعلق تحریر فرماتے ہیں "یہ اس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ میں زاویۂ گمنامی میں پوشیدہ تھا۔ اور ان سب میں سے جو آج میرے ساتھ ہیں مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔ اور میں ان لوگوں میں سے نہیں تھا۔ جنکا کسی وجاہت کی وجہ سے دنیا میں ذکر کیا جاتا ہے۔ غرض کچھ بھی نہیں تھا اور میں صرف ایک احد من الناس تھا۔ اور محض گمنام تھا۔ اور ایک فرد بھی میرے ساتھ تعلق نہیں رکھتا تھا۔ مگر شاذ و نادر ایسے چند آدمی جو

میرے خاندان سے پہلے ہی تعارف رکھتے تھے اور یہ وہ واقعہ ہے۔ کہ قادیان کے رہنے والوں میں سے کوئی بھی اس کے برخلاف شہادت نہیں دے سکتا۔ بعد اس کے خداتعالےٰ نے اس پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے اپنے بندوں کو میری طرف رجوع دلایا۔ اور فوج در فوج لوگ قادیان میں آئے۔ اور آرہے ہیں۔ اور نقد اور جنس اور ہر ایک قسم کے تحائف اس کثرت سے لوگوں نے دیئے اور دے رہے ہیں۔ جن کا میں شمار نہیں کر سکتا۔ اور ہر چند مولویوں کی طرف سے روکیں ہوئیں۔ اور انہوں نے ناخنوں تک زور لگایا۔ کہ رجوع خلائق نہ ہو۔ یہاں تک کہ مکہ تک سے بھی فتوے منگوائے گئے اور قریباً دوسو مولویوں نے میرے پر کفر کے فتوے دیئے۔ بلکہ واجب القتل ہونے کے بھی فتوے شائع کئے گئے۔ لیکن وہ اپنی تمام کوششوں میں نامراد رہے۔ اور انجام یہ ہؤا۔ کہ میری جماعت پنجاب کے تمام شہروں اور دیہات میں پھیل گئی۔ اور ہندوستان میں بھی جا بجا یہ تخم ریزی ہوگئی۔ بلکہ یورپ اور امریکہ کے بعض انگریز بھی مشرف باسلام ہو کر اس جماعت میں داخل ہوئے اور اسقدر فوج در فوج قادیان میں لوگ آئے۔ کہ یکوں کی کثرت سے کئی جگہ سے قادیان کی سڑک ٹوٹ گئی۔ اس پیشگوئی کو خوب سوچنا چاہیئے۔ اور خوب غور سے سوچنا چاہیئے۔ کہ اگر یہ خدا کی طرف سے پیشگوئی نہ ہوتی۔ تو یہ طوفان مخالفت جو اٹھا تھا۔ اور تمام پنجاب اور ہندوستان کے لوگ مجھ سے ایسے بگڑ گئے تھے۔ جو مجھے پیروں کے نیچے کچلنا چاہتے تھے۔ ضرور تھا۔ کہ وہ لوگ اپنی جان توڑ کوششوں میں کامیاب ہو جاتے۔ اور مجھے تباہ کر دیتے۔ لیکن وہ سب کے سب نامراد رہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵)

یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک ایسا واضح ثبوت ہے۔ کہ کوئی حق پسند انسان اسکا انکار نہیں کر سکتا۔ آج جماعت احمدیہ کے خلاف جو احراری فتنہ کھڑا ہے۔ اسکی وجہ بھی یہی ہے۔ کہ صداقت کے دشمنوں اور ناراستی کے فرزندوں نے دیکھ لیا ہے کہ قادیان مرجع خلائق بن گیا ہے۔ قادیان سے خدا کی جو آواز اٹھی۔ وہ اکناف عالم میں پھیل گئی ہے۔ اور قادیان میں مبعوث ہونے والے برگزیدہ خدا کی قائم کردہ جماعت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ جماعت احمدیہ کی اس غیر معمولی ترقی اور قادیان کی غیر معمولی اہمیت نے مخالفین احمدیت کو آتش زیر پا بنا دیا ہے۔ اور وہ طاقتیں جو منظم اور بڑھنے والی جماعتوں کو اپنے لئے پیغام ہلاکت سمجھتی ہیں

مکہ میں رہنے والے ایک ہندی مولوی کی قرآن دانی

روزنامہ زمیندار مورخہ ۱۳ اگست میں کسی "مبارک علی ہندی" کا مکہ سے آیا ہؤا ایک مکتوب شائع ہؤا ہے۔ جسے ایڈیٹر اخبار نے "مرزا اور اسکی امت کے دجل و فریب پر عالمانہ تبصرہ" قرار دیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ اس مکتوب کو پڑھ کر معمولی لکھا پڑھا اور ادنیٰ سی واقفیت عامہ کا آدمی بھی اس نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ کہ اس میں سوائے جہالت اور بدتہذیبی کے اور کوئی چیز نہیں۔

صاحب مکتوب احمدیوں کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ "اگر کوئی مولوی صاحب ان پر اعتراض کریں کہ تم فریضہ حج کیوں نہیں ادا کرتے۔ تو وہ فوراً جواب دیں گے۔ کہ لاکھوں صاحب استطاعت ہندی نہیں کرتے۔" سبحان اللہ۔ کیا عالمانہ تبصرہ ہے عالم صاحب کو اتنی بھی واقفیت نہیں۔ کہ احمدی حج کرتے ہیں یا نہیں۔ خدا کے فضل سے ہر سال بہت سے احمدی حج کے لئے جاتے ہیں۔ اور ان کے متعلق اخبار الفضل میں ہمیشہ اعلان ہوتے رہتے ہیں۔ اس حقیقت کے ہوتے ہوئے احمدیوں کے متعلق اس قسم کا سوال وضع کرنا۔ کہ وہ حج کیوں نہیں کرتے۔ اور پھر خود ہی اس کا جواب گھڑ لینا اگر صاحب مکتوب کی جہالت کا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے۔

اس کے بعد عالم صاحب فرماتے ہیں۔ "مولوی جی (حج کے متعلق) ایسا ٹکا سا جواب سن کر خاموش ہو جائیں گے۔ مگر مرزائی اس آیت شریف کے آگے کیا جواب گھڑیں گے۔ فلیعبدوا رب ھٰذا البیت الذی اطعمھم من جوع واٰمنھم من خوف" اس آیت کا ترجمہ کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں۔ "حضرات اس بلد الامین میں یہ (بھوک میں کھلانے اور امن دینے کے) وعدے مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ نہ کہ کافروں یعنی مرزائیوں کے ساتھ۔" پھر آپ اٰمنھم من خوف کی تفسیر یہ بتاتے ہیں۔ کہ "آنحضرتؐ کے زمانہ سے لے کر مغرب سے طلوع آفتاب تک اس مقدس شہر میں کوئی شخص علانیہ کفر کا اظہار کر کے بچ نہیں سکتا۔ اس کے بعد آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو پرکھنے کا ایک اچھوتا معیار پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں "جو وقت مرزائے قادیانی نے نبوت یا مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔ تو اسکی بکواس سننے سے پہلے اسے یہ کہہ کر مکہ بھیج دیتے۔ کہ حرم شریف میں اجتماع کر کے پہلے اپنی بروزی یا نیلوفری شربت کا اظہار کر کے تصدیق کراؤ۔ اگر تم مسلمان ہو۔ تو متذکرہ بالا آیت کے تحت اللہ تعالےٰ آپ کو وہاں ہر خوف سے محفوظ رکھے گا۔ اگر مرزا یہاں سے بچ کر چلا جاتا۔ تو اسکی باتوں پر کان دھرنا بھی مناسب تھا۔"

قارئین کرام۔ جو آیت پیش کی گئی ہے۔ اسے دیکھئے اور پھر اس سے جو اچھوتا معیار صداقت پیش کیا گیا ہے۔ اسے ملاحظہ فرمایئے۔ اور پھر ایڈیٹر زمیندار کی قابلیت کا اندازہ کیجئے۔ جس نے اسے عالمانہ تبصرہ قرار دیا۔ ؎

گر ہمیں مکتب است ایں ملا۔
کار طفلاں تمام خواہد شد

جن آیات کو صاحب مکتوب نے پیش کیا ہے۔ وہ سورہ لایلٰف کی ہیں۔ جن میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کے پر فتن زمانہ کو امن سے تبدیل کرنے اور اہل مکہ کو خوشحال کرنے کی پیشگوئی ہے۔ قریش عرب کا ایک ممتاز قبیلہ تھا۔ اور خانہ کعبہ کی تولیت کی وجہ سے عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ ان کے سوداگروں کے قافلے ہر موسم میں دور دراز ممالک میں تجارت کے لئے جایا کرتے تھے۔ ہر جگہ کے لوگ تولیت کعبہ کی وجہ سے ان کی عزت کرتے تھے۔ اس سورۃ میں خدا تعالیٰ نے انہیں یاد دلایا ہے۔ کہ جس حرم محترم کی تولیت کے طفیل تمہیں یہ عزت حاصل ہے۔ جس کی وجہ سے خدا تعالےٰ نے اصحاب فیل کو ہلاک کر کے تمہیں امن دیا۔ اور باوجود یکہ یہ وادی غیر ذی زرع ہے۔ اس نے تمہیں بھوک سے محفوظ رکھا۔ ان سب احسانات کے شکریہ کے طور پر تمہیں چاہیئے۔ کہ اس گھر کے خدا کی عبادت کرو۔ یہ ہے ان آیات کی تفسیر۔ ان میں کہاں ذکر ہے۔ کہ یہ مدعی نبوت کے دعویٰ کو پرکھنے کا طریق ہے۔ صاحب مکتوب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ان اصحاب اور صحابیات کو کیا سمجھتے ہیں۔ جنہیں کفار نے صرف اس وجہ سے شہید کر دیا۔ کہ وہ خدائے واحد پر ایمان لا چکے تھے۔ کیا ان کو اسی بلدۃ الامین میں شہید نہیں کیا گیا تھا۔ اگر یہ حقیقت ہے۔ تو ان کے کفر و ایمان کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔

ان آیات کا تو امن و امان سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ جن کا اس امر سے تعلق ہے۔ ان کا بھی یہ مطلب نہیں۔ کہ اس شہر میں جو داخل ہو جاتا ہے۔ خدا اسے قتل ہونے یا تکلیف دیئے جانے سے محفوظ رکھتا ہے۔ بلکہ ان کا مطلب بھی یہ ہے۔ کہ چونکہ یہ ابتدائے آفرینش سے ایک مقدس مقام چلا آتا ہے۔ اس لئے اسکی حرمت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہاں خون بہانا ناجائز ہے۔ جو اس کے خلاف کرے گا۔ وہ خدا تعالےٰ کے نزدیک عذاب کا مستحق ہوگا۔ چنانچہ اسی مضمون کی تائید ایک حدیث بھی کرتی ہے۔ جو بلوغ المرام باب الدیات میں مذکور ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا تعالےٰ کے نزدیک سب سے سرکش تین انسان ہیں۔ جن میں سے ایک وہ شخص ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کے حرم میں کسی کو قتل کرے۔ اس سے ثابت ہؤا۔ کہ خدا تعالیٰ نے حرم میں قتل کرنے سے منع فرمایا ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہاں کوئی قتل ہو ہی نہیں سکتا۔ دوسرا مطلب مکہ مکرمہ کے امن کا شہر ہونے کا یہ ہے۔ کہ یہ شہر دجالی فتنہ یعنی عیسائیت سے جو دنیا کا سب سے عظیم الشان فتنہ ہے۔ ہمیشہ کے لئے محفوظ رہے گا۔ چنانچہ یہ ایک ایسی زبردست پیشگوئی ہے۔ جس کی صداقت قیامت تک اسلام کی حقانیت کا عملی ثبوت پیش کرتی رہے گی۔

میر اللہ بخش تسنیم

امیدوار کلرکوں کی ضرورت

صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں چند امیدوار کلرکوں کی ضرورت ہے۔ جو کم سے کم انٹرنس پاس اور ٹائپسٹ ہوں۔ عمر تیس سال سے زیادہ نہ ہو۔ اردو انگریزی ڈرافٹ کر سکتے ہوں۔ امیدواروں کی درخواستیں انکی دینی اور اخلاقی حالت وغیرہ کے متعلق مقامی یا قریبی جماعت احمدیہ کے امیر یا پریذیڈنٹ کی طرف سے مصدقہ ہوں درخواستوں کی تصدیق کرتے ہوئے تصدیق کنندہ عہدہ دار کو اپنی ذمہ داری کا پوری طرح احساس کرنا چاہیئے۔ تنخواہ حسب لیاقت وقابلیت دی جائیگی۔ تمام درخواستیں بنام سپرنٹنڈنٹ صاحب دفاتر صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱۵ اگست تک پہنچ جانی چاہئیں۔ اسوقت کوئی درخواست کمیشن کے زیر غور نہیں۔ اس لئے جملہ امیدواران نئی درخواستیں بموجب شرائط مندرجہ بالا بھیج دیں غیر مصدقہ درخواستوں پر غور نہ ہوگا

فقیر محمد پریذیڈنٹ سروس کمیشن بورڈ صدر انجمن احمدیہ قادیان

احرار لکھنؤ میں

تو درونِ درچہ کردی کہ برونِ خانہ آئی

مندرجہ بالا عنوان سے روزنامہ "حق" لکھنؤ ۱۵ راگست نے جو افتتاحیہ شائع کیا ہے۔ وہ درج ذیل کرتے ہوئے ہم ایک غلط فہمی کی اصلاح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

معزز معاصر موصوف نے جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں احراریوں کی ناکامی و نامرادی کا ذکر کرتے ہوئے بر سبیل تذکرہ لکھا ہے۔ کہ "دس پانچ یا سو پچاس احمدی اگر اپنے عقائد سے (احراریوں کے) اس قدر غلاظت اچھالنے پر تائب ہوتے۔ تو یہ کوئی قابل فخر کامیابی نہیں" معلوم ہوتا ہے۔ معاصر موصوف کو اس بارے میں غلط فہمی ان سراسر جھوٹے اور مصنوعی اعلانات کی وجہ سے ہوئی ہے۔ جو احراری اخبارات "احسان" اور "زمیندار" میں احمدیت سے علیحدگی اختیار کرنے والوں کے متعلق شائع ہوتے رہے ہیں۔ ان جھوٹے اعلانات کی ہم بارہا تردید کر چکے ہیں۔ اور ثابت کر چکے ہیں۔ کہ وہ بالکل جھوٹے اور جعلی ہیں۔ اور ہم دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ اس وقت تک کوئی ایک بھی ایسا شخص احراریوں کی اچھالی ہوئی غلاظت سے متاثر ہو کر احمدیت سے تائب نہیں ہوا۔ جسے جماعت احمدیہ میں کوئی قدر و وقعت حاصل ہو۔ اور جو جماعت احمدیہ میں اخلاص کے ساتھ شامل رہا ہو۔ احمدیت سے تائب ہونے کے تمام کے تمام اعلانات یا جھوٹے اور بناوٹی شائع کئے جاتے۔ یا بعض ایسے لوگوں کی طرف سے شائع کئے گئے۔ جو اپنی ذاتی اغراض اور ذاتی فوائد کی خاطر اپنے آپ کو احمدی ظاہر کرتے تھے۔ مگر نہ تو وہ عملی لحاظ سے احمدی تھے۔ اور نہ جماعت کے لوگ ان کی احمدیت کو کوئی وقعت دیتے تھے پھر ایسے افراد جن کی تعداد نہایت ہی قلیل ہے۔ اخلاقی اور دنیوی لحاظ سے نہایت ادنیٰ طبقہ کے لوگ تھے۔ اس کے مقابلہ میں جب سے احراریوں کی فتنہ انگیزی شروع ہوئی ہے۔ خداتعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں ہزاروں آدمی شریک ہو چکے ہیں۔ اور روزانہ شریک ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ الفضل میں شائع ہونے والی فہرستوں سے ظاہر ہے۔ ان میں گریجوایٹ ڈاکٹر۔ اعلیٰ سرکاری ملازم اور ذی وجاہت اصحاب شامل ہیں۔ اور ہم اس بارے میں ہر اس شخص کو جو تحقیقات کرنا چاہے۔ ان کے متعلق مفصل معلومات بہم پہنچا سکتے ہیں۔

ان حالات میں صاف ظاہر ہے۔ کہ احراری نہ صرف احمدیوں کو اپنے عقائد سے تائب کرنے میں سخت ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھ چکے ہیں۔ بلکہ ان کی فتنہ آرائیوں اور ان کی بدکرداریوں اور ان کی ستم شعاریوں نے حق پسند اصحاب کو احمدیت کی طرف مائل کر دیا ہے اور وہ سنجیدگی کے ساتھ تحقیق کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں خدا کے فضل سے پہلے سے بہت زیادہ سرعت کے ساتھ لوگ احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں۔

احرار اب اس امر کے لئے کوشاں ہیں کہ دار السلطنت اودھ یعنی لکھنؤ کو صوبہ متحدہ کے لئے اپنا مرکز بنائیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس صوبہ کے مسلمانوں کو بھی اس کی ضرورت شدید ہے کہ کوئی بندۂ خدا کہ جو صحیح معنوں میں ہمدرد قوم ہو ملک و ملت کا درد دل میں رکھتا ہو۔ مذہب کا فدائی ہو۔ صاحب ایثار ہو۔ اور بےگی خودی و خودداری قوم کی خودی و خودداری ہو ایسا پیدا ہو جائے۔ کہ جو ان کی تنظیم کرے۔ اور ان کے تمام معاشرتی و سیاسی

مسائل میں ان کا راہ نما بنے۔ ان کی مصیبتوں میں مردانہ وار سینہ سپر ہو جائے۔

اب سوال یہ ہے کہ آیا مسلم احرار میں یہ صلاحیتیں ہیں۔ اور کیا وہ اس صوبہ کے مسلمانوں کو منظم کرنے میں اس بے جگری سے کام لیں گے۔ کہ جو ایک راہبر جماعت یا راہ نما فرد میں ہونا چاہیئے۔ اس سے انکار نہیں کہ مسلم احرار کے ذیل میں علماء بھی ہیں اور زمانہ موجودہ کے تعلیم یافتہ بھی اور عملی بھی۔ اول الذکر دو کو اس جماعت کا دماغ کہنا چاہیئے۔ اور باقیوں کو ہاتھ پاؤں۔ دماغ سے جو بات نکلتی ہے وہ عملاً دیگر اعضائے جسمانی سے ظاہر ہوتی ہے۔ ہر قوم کے لئے اپنے اپنے اوقات میں عروج و زوال مقدر کیا گیا ہے۔ مسلمانوں نے جب تک اپنے مذہب کی پابندی کی اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل رکھا۔ دنیا و دین دونو میں سرخرو رہے اس لئے کہ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں کہ جس کے لئے اسلامی قوانین میں مکمل ہدایت نہ ہو۔ جب تک مسلمان اپنے قوانین کے عامل رہے جرأت بھی ان میں رہی اور بہادری بھی۔ دنیا بھر کے مسلمان ان کے بھائی تھے ایک کا درد دکھ دوسرے کو تڑپاتا۔ اور ایک کی کامیابی دوسرے کے لئے باعث مسرت ہوتی۔ خدمت خلق اللہ بلاتفریق مذہب ان کا فرض ہوتا۔ بات کے دھنی۔ جو قول و قرار کیا پورا کیا۔ انسانی ہمدردی ان کے رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے تھی۔ اور ایثار و خدا ترسی ان کا شیوہ تھا۔ یہ قصہ ہے جب کا کہ مذہب جوان تھا۔ مسلمانوں نے شعائر اسلامی ترک کئے۔ مذہب کو پس پشت ڈالا۔ خوبیاں گئیں بدیاں آئیں۔ اب دنیا میں کونسا ایسا عیب ہے کہ جو ان میں نہیں۔ عالم و فاضل اب بھی ان میں ہوتے ہیں۔ صورتاً تقدس کی جیتی جاگتی تصویر مگر حرص و آز کے بندے دولت کے شیدائی یقولون ما لا تفعلون جو کہتے ہیں وہ خود نہیں کرتے۔ ؎

واعظان کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چوں بہ خلوت می روند آں کار دیگر می کنند

ہزاروں لاکھوں میں اگر کوئی مخلص مسلمان صحیح معنوں میں پابند مذہب نکل آتے تو یہی بسا غنیمت ہے وہ اگر مصلح قوم بن کر اٹھیگا تو کچھ کر ہی گذرے گا۔ مسلمان چونکہ ادبار زدہ قوم ہے اس لئے صورت نہیں۔ سیرت و افعال اصل ہتھیار ہیں کہ جن سے ہر بدعملی اصلاح پر کہا جا سکتا ہے۔

مسلم احرار کے دو بڑے کارنامے ہمارے سامنے ہیں ایک تو کشمیری مسلمان کی کش مکش اور دوسرے قادیانیوں یا احمدیوں کے ساتھ مجادلہ۔ ہم کو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ نہ تو کشمیر ہی میں ان کی ہنگامہ آرائیاں کچھ مسلمانوں کو نفع پہنچا سکیں اور نہ قادیان میں مرزا صاحب کے پیروان کو وہ صراط مستقیم پر لانے میں کامیاب ہو سکے۔ دس پانچ یا سو پچاس احمدی اگر اپنے عقائد سے اس قدر غلاظت اچھالنے پر تائب ہوئے تو یہ کوئی قابل فخر کامیابی نہیں۔ ہمارے خیال میں تہذیب و سکوت کے ساتھ بھی بدلائل و براہین اگر احمدیہ عقائد کی تکذیب کی جاتی۔ تو اس سے کہیں زیادہ کامیابی ہوتی۔ گالی گلوچ یا جوتی پیزار کی اجازت تو مذہب اسلام نہیں دیتا۔ خیر اس زمانہ میں مسلمانوں کو دو شدید مصائب کا سامنا پڑا۔ ایک تو کراچی فائرنگ اور دوسرے مسجد شہید گنج کی لاہور میں شہادت۔ ہندوستان میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام مسلمان متاثر تھے۔ اور جذبات مذہبی کو پامال ہوتے ہوئے دیکھ کر پریشان۔ مگر ایک جماعت احرار تھی کہ جو مظلوموں اور بے بسوں کی شہادت پر بجائے متاثر ہونے اور ہمدردی کرنے کے زبان طعن دراز کئے ہوئے تھے اور قضیہ مسجد کو بے کار کی دردسری سے تعبیر کرتی تھی۔ نتیجہ کیا ہوا۔ بانیان جماعت میں پھوٹ پڑی اور طویلہ میں لتیاؤ شروع ہو گئی۔ ایک دوسرے کو خائن و بے ایمان بنا رہے ہیں۔ ہنوز گھر میں اتفاق نہیں۔ غلطیوں کا اعتراف نہیں کیا جاتا۔ اور ہمت اس کی ہے کہ صوبہ متحدہ کو بھی اپنے اثر میں لیا جائے۔

ہم اس موقعہ پر سرغنایان مسلم احرار سے عرض کریں گے۔ کہ حضرت معاف کیجئے لکھنؤ کو بخشئے۔ پنجاب کی سرزمین ابھی بہت وسیع ہے۔ ؎

تو درون درچہ کردی کہ برون خانہ آئی
یہاں آپ کو کامیابی نہ ہو گی۔!

انجمن احمدیہ بھلیر

مواضعات بکیانہ۔ اوگووال و بھلیر کے احمدی احباب کا تعلق پہلے لالہ موسیٰ اور فتح پور سے تھا۔ اب ان دیہات کے احمدیوں کی درخواست پر ہر سہ مذکورہ دیہات کی علیحدہ انجمن منظور کی گئی ہے۔ جس کا نام انجمن احمدیہ بھلیر ہوگا۔ سوائے امیر کے باقی عہدہ دار جو جماعت نے تجویز کئے تھے۔ منظور کئے جاتے ہیں

ناظر اعلیٰ

امرتسر میں احراریوں کی مٹی پلید

احراری لیڈروں کے رازہائے سربستہ کا انکشاف

امرتسر ۱۷ اگست۔ کل بعد نماز عشاء ڈھاب تیلی عیناں میں زیر انتظام مجلس تحفظ مسجد شہید گنج "مسلمانانِ امرتسر کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ مسٹر ابو سعید انور نے [فرائض] صدارت سرانجام دیئے۔ صدر نے [اپنی] صدارتی تقریر میں جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے کہا۔ یہ جلسہ اس لئے منعقد کیا گیا ہے۔ کہ احراری اپنے کھوئے ہوئے وقار کی بحالی کے لیے ہماری مجلس کے خلاف شہر میں مکروہ پروپیگنڈا کر کے فضا کو مکدر اور شہر کے امن کو برباد کرنے کی جو کوشش کر رہے ہیں۔ اس کا ازالہ کیا جائے۔

جلسہ کی کارروائی شروع ہونے پر "مجلس تحفظ مسجد شہید گنج" کے صدر مسٹر محمد عبد اللہ نے ایک تحریری بیان پڑھ کر سنایا جس میں احراری ٹولی کی "مسجد شہید گنج" کے انہدام کے بارے میں "مجرمانہ خاموشی" کو مسلمانوں کے لئے نقصان عظیم کا موجب قرار دیا۔ پھر مسٹر ابو سعید انور سابق سیکرٹری مجلس احرار نے تقریر کی۔ اور احراری پروپیگنڈے اور چالبازیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا مسلمانو! اب احراریوں کے پاؤں اکھڑ گئے ہیں۔ اور وہ کھسیانی بلی کی طرح کھمبا نوچنے پر اتر آئے ہیں۔ ہماری مجلس کے خلاف احراریوں کے ایجنٹ غلط پروپیگنڈا کر کے بھولے بھالے مسلمانوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے گمراہ کر رہے ہیں۔ ہم پر یہ الزام تھوپ رہے ہیں۔ کہ ہم نے احمدیوں سے روپے لے کر احرار کی مخالفت کا بیڑا اٹھایا ہے۔ مجھے اس لغو اور بے بنیاد الزام کی تردید کی ضرورت تو نہ تھی۔ جب یہ لوگ مولانا ظفر علی خاں جو احراریوں کا ان داتا ہے اس پر بھی اتہام لگانے سے نہیں چوکے تو ہم کس گنتی میں ہیں۔ مگر اس لئے تردید کرتا ہوں کہ ناواقف لوگ احراری جال کا شکار نہ ہو جائیں۔ میں

خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر حلفیہ بیان کرتا ہوں۔ کہ نہ ہم نے جماعت احمدیہ سے کوئی روپیہ لیا نہ ہمارا ان سے کسی قسم کا راہ و ربط ہے۔ نہ ہم نے ان کے ایماء سے یہ کام شروع کیا ہے۔ بلکہ احراریوں کی غداری اور اسلام فروشی اور مجرمانہ خاموشی نے ہم کو مجبور کیا ہے کہ ہم بہانگ دہل احرار کے مکر و فریب کا بھانڈا چوراہے میں چکنا چور کریں۔ اور ان کے رازہائے نہانی کو آشکار کر کے غریب مسلمانوں کو ان کی دست برد سے بچائیں۔ اور ان کے کونسلوں پر قبضہ و تصرف اور وزارتیں حاصل کرنے کے شوقِ بے پایاں کو طشت ازبام کریں۔ میں مستری عبد الکریم مباہلہ والے کے متعلق بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ یہ نانِ شبینہ کا محتاج ہو گیا اور دروغ گو اور دغاباز ہے اس کا گذارہ احراری کمپنی کے ڈائرکٹروں کے جھوٹے برتن چاٹنے اور ان کی کاسہ لیسی پر ہے۔ احرار کا چراغ گل ہو جانے کی وجہ سے یہ اندھیرے میں ٹکریں مار رہا ہے۔ اور مجھے بدنام کر رہا ہے۔ کہ سعید ڈاکٹر معراج الدین امیر جماعت احمدیہ کے مکان پر آمد و رفت رکھتا ہے۔ اور ان سے روپیہ لیتا ہے۔ میں عبد الکریم کو مباہلہ کا چیلنج دیتا ہوں۔ وہ آج تک احمدیوں پر گندے اتہامات لگا کر پُرفریب چیلنج مباہلہ کے لئے دے کر عوام الناس کی آنکھوں میں خاک جھونکتا رہا ہے۔ اور اس نے اپنے نام کے ساتھ "مباہلہ والا" کا دم چھلا بھی لگا رکھا ہے اگر اس میں مباہلہ کرنے کی ہمت ہے تو مرد میدان بنے اور مجھ پر جو اتہام احمدیوں سے سازباز رکھنے کا لگایا ہے اس کے بارے میں مباہلہ کر لے۔ میں اپنے غریب بھائیوں کو ساتھ لاتا ہوں وہ اپنے خداوندان احرار کو ہمراہ لائے۔ اور کھلے میدان میں مباہلہ کر کے عذاب خداوندی کا مزا چکھ لے۔

میں آج تک کسی بھی احمدی کے مکان پر نہیں گیا نہ کبھی ان سے روپیہ لیا ہے۔ عبد الکریم نے آج سے تین جمعہ قبل میرے نام ایک بے بات کہی تھی جس کا مزا اس نے بخوبی چکھ لیا ہے۔ میں اس بات کو ظاہر کر کے سامعین کو مشتعل کرنا نہیں چاہتا۔ میں پھر مباہلہ کے چیلنج کو دہراتا ہوں اور عبد الکریم کو للکارتا ہوں۔ کہ میرے ساتھ مباہلہ کرے میں جھوٹے پر خدا کی لعنت کہتا ہوں۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ احراریوں نے اپنے ڈھب کے تیرہ ممبر بلا کر دفتر میں ایک میٹنگ کی۔ اور مجلس احرار سے میری علیحدگی کا ریزولیوشن پاس کیا۔ حالانکہ میں احرار کی مفسدانہ حرکات سے متاثر ہو کر آج سے چند ہفتہ پیشتر مستعفی ہو چکا ہوں۔ اور میرا استعفا اخبارات میں چھپ چکا ہے احرار کا اب ریزولیوشن پاس کرانا "مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید" کا مصداق ہے۔ یہ ہیں کس باغ کی مولی۔ یہ مجلس احرار کے لگتے کیا ہیں؟ مجلس ہماری ہے۔ انہوں نے ہماری شرافت سے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے۔ ان کو چاہیئے کہ غریب مسلمانوں کو اب زیادہ نہ ستائیں۔ ہمارا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے۔ احراری اپنی قدر پہچانیں۔ مسلمانو! ہوش کرو۔ احرار کی چالبازیوں سے بچو۔ اور اب ان کو ایک پھوٹی کوڑی بھی چندہ نہ دو۔

اس کے بعد مولوی محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد کٹڑہ حکیماں کی تقریر ہوئی۔ احرار کی حکومت پرستی کونسلوں پر قبضہ جمانے اور وزارتوں کے خواب دیکھنے پر روشنی ڈالی۔ اور مسجد شہید گنج کی واپسی کے لئے مسلمانوں کو منظم طور پر کام کرنے کی تلقین کی اس کے بعد صدر جلسہ نے چند ریزولیوشنز پیش کئے جو باتفاق رائے پاس ہوئے۔

اس کے بعد میاں محمد حسین صاحب صدر انجمن نوجوانانِ اسلام نے تقریر کی۔ انہوں نے فرمایا۔ میں بیمار تھا۔ اس لئے "تحفظ مسجد" کی تحریک میں شمولیت سے محروم رہا۔ میں پسرور میں بستر علالت پر پڑا تھا جب کچھ افاقہ ہوا تو احرار کے جلسہ میں شامل ہوا۔ وہاں مسلمانوں کے چند معتبر نمائندوں نے مسجد کی واپسی اور حفاظت کے متعلق احرار کو توجہ دلائی۔ تو مولوی

حبیب الرحمٰن نے کہا۔ مسجد گرتی ہے تو گرنے دو مسجدیں اور بہت۔ مگر کونسل کے چانس روز روز نصیب نہیں ہوں گے۔ پھر عطاء اللہ بخاری نے کہا مسلمان ہم کو قید کرا کر الیکشن سے ہماری توجہ ہٹانا چاہتے ہیں۔ مگر ہم کسی کے بھرے میں نہیں آنے والے۔ وہ زمانے گئے جب خلیل خاں فاختہ اڑایا کرتے تھے۔ ہم مسجدوں کی حفاظت کے ٹھیکیدار تھوڑے ہی ہیں۔ ہم کسی قیمت پر بھی انتخاباتِ کونسل کے موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دیں گے۔

اس موقعہ پر مقرر نے کہا۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حبیب الرحمٰن اور عطاء اللہ نے یہ باتیں کہی تھیں۔ امرتسر کے عبد الرحیم عاجز اور عبد الغفار غزنوی بھی موجود تھے۔ اگر وہ یہاں ہوں تو تردید کریں۔ مگر یاد رکھیں محمد حسین پتے کی باتیں کہے گا واقعات کی تردید مشکل ہے۔ حاضرین جلسہ آپ کو یاد ہو گا کہ جب شیخ حسام الدین بی اے میونسپل الیکشن میں بطور امیدوار کھڑا ہوا۔ تو لوگوں نے ووٹ دینے سے اس بنا پر انکار کیا کہ آج کوئی تحریک اٹھی۔ تو شیخ صاحب اس میں کود پڑیں گے اور قید میں پڑ کر اپنی اسامی خالی کر جائیں گے اور ہمارا وقت دوبارہ الیکشن میں ضائع ہو گا اس لئے مناسب ہے کسی اور کو یہ موقع دیا جائے۔ تو اسی عطاء اللہ نے کہا تھا کہ قوم کی خاطر قید ہونا ہمارا سب سے پہلا اصول ہے۔ اور عبد الرحیم عاجز نے کہا تھا کہ ممبری سے مظلوم کی امداد اچھی ہے۔ میں پوچھتا ہوں۔ آج ان کی حریت پروری کدھر گئی آج کیوں قید و بند پر کونسلوں کی ممبری کو ترجیح دیتے ہیں۔ مسلمانو! احراری بے پیندے کے لوٹے ہیں۔ ان کی چالوں سے بچو۔ ان سے روپیہ کا حساب لو۔ داؤد غزنوی سے پوچھو۔ کہ خلافت فنڈ کا چھ ہزار روپیہ جو تری تحویل میں تھا۔ بتا کدھر گیا۔ عطاء اللہ نے کس کے روپے سے مکان خریدا ہے حبیب الرحمٰن کی کوٹھی کس فنڈ سے تعمیر ہو رہی ہے۔ شملہ کی ہوا خوری کے اخراجات کے بل کہاں سے ادا ہوتے ہیں آج عطاء اللہ کو امرتسر کی آب و ہوا موافق نہیں۔ مصوری میں ہزاروں روپے قوم کے برباد کر رہا ہے۔ یہ سب روپیہ کہاں سے وصول کیا جاتا ہے۔ مجاہد اخبار پر کس فنڈ سے

روپیہ برباد ہو رہا ہے۔

مسلمانو! ان سے پوچھو کہ تم نے خود بھی کبھی چندہ دیا۔ یا صرف حرام خوری پر کمر باندھ رکھی ہے۔ ہم نے ان بے ایمانوں کے پیچھے لگ کر اپنی زندگیاں برباد کر لی ہیں ہم نے ایمانداری سے کام کیا جب مسلم لیگ کا جلسہ دہلی میں سر ظفر اللہ خاں قادیانی کی صدارت میں ہونا قرار پایا۔ تو ہم مخالفت کے لئے عبد الرحمٰن غازی کی معیت میں دہلی گئے۔ اسٹیشن پر ہمارا ارادہ گرفتار ہونے کا ہؤا۔ تو غازی نے کہا۔ میرا نام نہ لینا تاکہ میں قید نہ ہو جاؤں۔ او بھلے مانسو کیا قید ہونے کے لئے ہم ہی رہ گئے ہیں تمہیں سرخاب کا پر لگ گیا ہے۔ جلیانوالہ باغ میں ڈاکٹر کچلو کی مخالفت ہم نے اپنی لیڈروں کے حکم سے کی۔ مسجد خیر الدین میں شیخ صادق حسن کی مخالفت ہم سے کرائی گئی۔ جب کہ شیخ صاحب نے مظہر علی اظہر کی جیل سے آمدہ چٹھی پڑھ کر سنائی۔ کہ میرے بال بچے فاقوں سے بھوکے مر رہے ہیں۔ حالانکہ احرار کا وعدہ تھا۔ کہ قید ہونے والوں کے پس ماندگان کو سامانِ خورونوش دیا جائیگا۔ شیخ صاحب نے خانہ خدا میں تمہیں یہ حق بات کہی کہ جیل میں پڑے ہوئے ہم سے روپیہ اہل و عیال کے لئے مانگتے ہیں۔ تم جو روپیہ چندہ کا لیتے ہو وہ کدھر جاتا ہے تو اے غدارو تم نے ایک حق بات کہنے والے کی مخالفت خانہ خدا میں ہم سے کرائی۔ ظفروال کی مسجد کی جب ایک کوٹھی گرائی گئی۔ تو تم نے محاذ لگا دیا۔ آج لاہور میں تمہاری آنکھوں کے سامنے مسجد گرائی گئی۔ مگر چوں نہ کی۔ کشمیر پر تم نے چڑھائی کی۔ مگر خانہ خدا کے انہدام پر چپ سادھ لی تاکہ کونسلوں کا پروگرام فیل نہ ہو جائے۔ جب تک ہم تمہاری شہ سے ہر شریف آدمی کی بے عزتی کرتے رہے۔ تو ہمیں فرزندانِ اسلام اور مجاہد کہتے رہے لیکن آج جب ایک حق بات پر ہم نے تمہاری غداری کا پردہ چاک کیا ہے۔ تو ہم کمینے۔ جاہل بلیک شیپ قرار دئے گئے۔ ہم نے بارہ سال تمہاری والنٹیری کی۔ تمہارے بت بچھائے۔ بھٹی جائی کی۔ تمہارا پانی بھرا۔ مگر حق بات کہنے سے ہم احمدیوں کے کارندے قرار دئے گئے۔ مسلمانو! دعا کرو۔ کہ خدا مسلمان قوم کے سروں سے اس قسم کے لیڈروں کو اٹھا لے۔ جب تک ہندوستان میں احرار جیسے لیڈر ہیں۔ تب تک ہندوستان کی نجات مشکل ہے۔ گول باغ میں احمدیوں کا جلسہ تھا۔ ہم نے وہاں جانے سے لوگوں کو روکا۔ مگر ہماری مخالفت کے لئے احراریوں نے ہزاروں آدمی بھیج کر جلسہ کو بارونق بنایا۔

میں احرار کو متنبہ کرتا ہوں کہ مسلمانوں کا مال لوٹنا چھوڑ دو۔ ورنہ تمہارا تمام کچا چٹھا اور رازہائے سربستہ اس بری طرح آشکار کر دئے جائیں گے۔ کہ تم دنیا کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہو گے۔

حاضرین نے یہ تقریریں نہایت دلچسپی اور توجہ سے سنیں۔

(نامہ نگار از امرتسر)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

شملہ ۱۷ اگست۔ معلوم ہؤا ہے کہ جب دہلی میں نیا براڈکاسٹنگ سٹیشن کام کرنا شروع کرے گا۔ تو گورنمنٹ اردو یا ہندی یا دونوں میں براڈکاسٹنگ کا انتظام کرے گی۔ اس کے علاوہ انڈین ریڈیو ٹائمز براڈکاسٹنگ جنرل کے ہیڈکوارٹرز بھی بمبئی سے دہلی میں تبدیل کرنے کی تجویز ہے۔

دہلی ۱۶ اگست۔ معلوم ہؤا ہے کہ فجی میں ہندوستانیوں کے حق رائے دہی کا سوال اسمبلی کی سٹینڈنگ امیگریشن کمیٹی کے سپرد کیا جا رہا ہے۔ ڈر ہے کہ جو ہندوستانی پہلے فجی لیجسلیچر میں منتخب ہوئے تھے وہ شاید پھر منتخب نہ ہو سکیں۔ فجی کے حکام فجی میں ہندوستانیوں میں اختلاف رائے کے خلاف ہیں اور کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ہندوستانیوں کی نشستوں کی تعداد کم نہ ہو۔

دہلی ۱۶ اگست۔ سر جیمز گرگ فائنس ممبر کی دوستانہ سپرٹ کی وجہ سے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے اجلاس خوش اسلوبی سے ہو رہے ہیں اور توقع ہے کہ ۲۷ اگست تک ختم ہو جائیں گے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کئی موقعوں پر فائنس ممبر نے غیر سرکاری رائے کا ساتھ دیا ہے۔

میرٹھ ۱۷ اگست۔ کمشنر میرٹھ ڈویژن نے ڈسٹرکٹ اور میونسپل بورڈوں کے تمام چیئرمینوں کو فوج کے کوچ کے متعلق ایک گشتی چٹھی بھیجی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ وہ اپنے ماتحت تعلیمی حکام کو مطلع کر دیں کہ جن راستوں سے فوج نے گذرنا ہو۔ ان سکولوں کے طلبا کو فوج کے دیکھنے کا موقعہ دیا جائے۔

پیرس کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ امام یمن نے ۱۵ لاکھ پونڈ کا سامان حرب نہایت سستے داموں پر فرانس سے خرید کیا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ فرانس کو سونے کی بہت ضرورت تھی۔ اور امام کے خزانے میں ۱۵ لاکھ طلائی اشرفیاں تھیں۔ فریقین میں یہ فیصلہ ہؤا کہ اگر امام یمن یہ اشرفیاں فرانس کے حوالے کر دیں۔ تو فرانس ان کو ارزاں سے ارزاں شرح پر سامانِ حرب دینے کے لئے تیار ہے۔ مصری اخبارات کا بیان ہے کہ اس سودے میں امام یمن نفع میں رہے ہیں۔

رنگون ۱۷ اگست۔ ایک تازہ گزٹ میں اعلان کیا گیا ہے کہ برما لیجسلیٹو کونسل کی میعاد میں ۵ دسمبر ۱۹۳۶ء تک ایک سال کی توسیع کر دی گئی ہے۔

پیرس ۱۷ اگست۔ حکومت برطانیہ اور حکومت فرانس نے قضیہ حبشہ کے تصفیہ کے متعلق مسولینی کو کچھ تجاویز ارسال کی ہیں فرانس کے ایک باخبر حلقے سے معلوم ہؤا ہے کہ ان تجاویز میں متذکرہ صدر حکومتوں نے اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ حبشہ میں

نوٹس

ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ مورخہ ۵ /۸ /۳۵ کو ۴ ڈاؤن فرنٹیئر میل کے ایک زنانہ انٹر کلاس کمرہ سے ٹرنک مقفل معمولہ ٹکڑے ہائے نعش جو غالباً کسی ہندو عورت کی تھی برآمد ہوئی تھی۔ اس نعش کے متعلق تفتیش جاری ہے۔ اور اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل صاحب بہادر ریلوے پولیس پنجاب اطلاع دیتے ہیں۔ کہ وہ نہایت مشکور ہوں گے۔ اگر وہ مستورات جنہوں نے ٹرین مذکور پر زنانہ کمرہ میں سفر کیا تھا۔ بذریعہ ڈاک دفتر ریلوے پولیس پنجاب لاہور میں اس امر کی اطلاع دیویں۔ یقیناً ان کو کوئی کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوگی۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی